تعارف

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے جو کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے ان میں قرآن مجید آخری مکمل اور ابدی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اس کے فضائل و برکات اور علوم و اسرار بے حد و حساب ہیں۔

قرآن مجید کے اَسماء

قرآن مجید کے اسماء کے بارے میں عُلماء کے کئی اقوال ہیں۔ جن میں سے کتاب البرہان کا بیان بھی ہے کہ قرآن کریم کے پچپن نام ایسے ہیں جو خودِ آیات قرآنیہ سے ماخوذ ہیں۔ ان میں سے چند اسماء مبارک مندرجہ ذیل فہرست میں مذکور ہیں :۔

1- الکتاب : دُنیا کی تمام کتابوں میں کتاب کہلانے کا مستحق قرآن ہی ہے۔
2- الفرقان : سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والی۔
3- نور : روشنی اور ہدایت دکھانے والی۔
4- شفاء : روحانی شفاء اور پیغام صحت۔
5- تذکرہ : عبرت و نصیحت کا سامان۔
6- العلم : یہ کتاب سراپا علم و معرفت ہے۔
7- البیان : اس کتاب کی ہر تعلیم وضاحت سے پیش کی جاتی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کی چند صفتوں کا بھی بیان فرمایا ہے۔ مثلاً:

حکیم — حکمت والا
مجید — بزرگ

نزول قرآن

قرآن کریم نزول سے پہلے بھی لوح محفوظ میں مکتوب تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (البروج)

ترجمہ:۔ یہ قرآن مجید ہے، لوح محفوظ میں لکھا ہوا۔

پھر لیلۃ القدر میں جو رمضان المبارک میں ہے، یہ پورے کا پورا لوح محفوظ

آسمان دنیا پہ نازل ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (سورہ البقرہ : 185)

ترجمہ :۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔

اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (سورہ القدر : 1)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے اسے لیلۃ القدر میں اتارا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حکمت اور فیصلے کے مطابق اس کا نزول حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شروع ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچی تو، آپؐ بکثرت سچے خواب دیکھا کرتے تھے۔ جو حرف بحرف پورے ہوتے تھے۔ ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پہ فاران نامی پہاڑ کے حرا نامی غار میں کئی کئی دن تنہائی میں گزارتے اور عبادت میں مصروف رہتے کہ اچانک ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوئے اور آپؐ سے فرمایا۔

"اِقْرَاْ" (پڑھیے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "مَآ اَنَا بِقَارِئٍ"

(میں پڑھا ہوا نہیں ہوں) جبرئیل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سینے سے لگا کر بھینچا اور پھر چھوڑ کر کہا "اِقْرَاْ" (پڑھیے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ پھر جبرئیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور پھر سورہ علق کی پہلی پانچ آیات پڑھیں۔

یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ روز قیامت تک تمام انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کا عظیم بارِ امانت تھا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ڈال دیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ مبارک پر اس کا بڑا اثر تھا۔ واپس آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو، جب کچھ سکون ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام واقعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سنایا۔ وہ آپؐ کے اطمینان کی خاطر آپؐ کو اپنے چچازاد بھائی

ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جو نہایت عمر رسیدہ اور تورات کے بہت بڑے عالم تھے۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات سُن کر کہا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی لاتا تھا۔

اس کے بعد کچھ عرصے تک کوئی وحی نہ آئی۔ اسے "فَتْرَۃُ الْوَحی" کا زمانہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد سورہ مدثر کی ابتدائی آیات سے وحی کا سلسلہ شروع ہوا۔

اس کے بعد مسلسل قرآن مجید موقع اور محل کے مطابق تقریباً بیس سال تک نازل ہوتا رہا۔ اس طرح نزول وحی کا کل زمانہ **23** سال کے لگ بھگ ہے۔ عام طور پہ تین تین، چار چار آیتیں ایک ساتھ اترتیں۔ بعض اوقات زیادہ آیتیں یا پوری سورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ نازل ہو جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاتبانِ وحی کو بلا کر ہر وحی کو اس کی متعلقہ سورت میں لکھوا لیتے۔

مکّی اور مدنی سورتیں

جمہور مفسرین کے نزدیک مکّی سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ہجرتِ نبوی سے پہلے مکّی دور میں نازل ہوئیں۔ خواہ وہ حدودِ مکّہ سے باہر ہی نازل ہوئی ہوں۔ جب کہ مدنی سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ہجرت کے بعد کے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے زمانے تک نازل ہوئیں۔ مکّی سورتوں کی تعداد **87** اور مدنی سورتوں کی تعداد **27** ہے۔ اس طرح سورتوں کی مجموعی تعداد **114** ہے۔

حفاظت و تدوین قرآن مجید

قرآن مجید بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی آخری کتاب ہدایت ہے حکمت الٰہی کا تقاضا یہ تھا کہ اس سے قبل نازل ہونے والے صحیفوں کا مقررہ

زمانہ گزر جانے اور ان کے منسوخ ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید کو نازل کیا جائے۔ جو قیامت تک انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا آخری، مکمل اور ناقابل تنسیخ ہدایت نامہ ہو۔ قرآن مجید کی اس اہمیت اور امتیازی شان کے پیش نظر ضروری تھا کہ اس کی حفاظت اور بقا کا پورا پورا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی اور قیامت تک کے لیے اس کے ایک ایک حرف کی حفاظت کا انتظام کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

ترجمہ:۔ بے شک ہم ہی نے قرآن کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن مجید کی حفاظت کے لیے جو انتظامات فرمائے گئے ان میں سے دو اہم طریقے صدری حفاظت اور کتابی حفاظت کے ہیں۔

صدری حفاظت (سینوں کے ذریعے)

صدر سینے کو کہتے ہیں۔ یہ قرآن مجید کی امتیازی شان ہے کہ اسے کتابی شکل میں محفوظ کرنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ کر دیا گیا۔ اس مقصد کے لیے قرآن مجید کو تیئس سال کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا موقع بموقع نازل کیا جاتا رہا جیسے ہی کوئی سورت یا آیات نازل ہوتیں، صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد اسے حفظ کرنے میں لگ جاتی اور پھر وہ بار بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اعادہ کر کے یہ اطمینان حاصل کرتے کہ انھوں نے صحیح طریقہ سے اسے حفظ کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کی تلاوت نماز میں لازمی قرار دی گئی۔ قرآن مجید کی تعلیم و تعلم کے فضائل موقع بموقع بیان کیے جاتے تھے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام مساجد میں قرآن مجید کی تعلیم کا انتظام فرما دیا تھا۔ بعض مکانات[1] کو بھی

مدارس قرآن مجید کی حیثیت دے دی گئی تھی۔ علاوہ ازیں بعض صحابہ کرامؓ کو معلم قرآن بنا کر دور دراز علاقوں میں بھیجا جاتا تھا۔ مسجد نبوی کے قریب صفہ (چبوترہ) درس قرآن کا زبردست مرکز تھا۔ جہاں سینکڑوں مسافر طلبہ روز و شب قرآن مجید کے حفظ اور درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ انہی اسباب کی بنا پہ ابتدائے اسلام ہی سے ہر چھوٹے بڑے اور مرد و عورت کی توجہات کا اولین مرکز حفظ قرآن بن گیا تھا جس کی بدولت قرآن مجید ان کی رگ رگ میں رچ بس گیا۔ مومنین کی اسی صفت کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے

بَلْ هُوَ اٰيَاتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ (سورہ العنکبوت : ۴۹)

ترجمہ :- بلکہ یہ (قرآن) تو آیتیں ہیں جو اہلِ علم کے سینوں میں محفوظ ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار فقط ظالم لوگ ہی کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ عہد رسالت میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو مکمل قرآن مجید یا اس کے اکثر حصے زبانی یاد ہو گئے تھے اور یہی طریقہ ہمیشہ سے مسلمانوں میں چلا آرہا ہے۔ مسلمان کسی جگہ بھی ہوں، اقلیت میں یا اکثریت میں، حفاظ قرآن کی ایک بڑی جماعت ان میں موجود رہتی ہے۔ اسی متواتر اور مسلسل حفظ و تعلیم کی بناء پر قرآن مجید کا ایک ایک حرف آج تک تحریف و تبدّل سے محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

کتابی حفاظت

عرب ظہور اسلام سے قبل امّی تھے۔ ان میں لکھنے پڑھنے کا رواج بالکل نہ تھا۔ بلکہ ان کا سارا دار و مدار حافظہ اور روایت پر تھا۔ اس لیے ان میں نہ تو لکھنے والے موجود تھے، نہ لکھنے کے سامان کا کوئی انتظام تھا۔ یہ قرآن مجید کا اِعجاز ہے کہ نزولِ قرآن سے کچھ عرصہ قبل عرب لکھنے لکھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ بعثتِ نبوی کے وقت

مکہ مکرمہ میں صرف 17 (سترہ) افراد ایسے تھے جو لکھنے کے فن سے واقف تھے۔ ان میں سے بعض ابتدائے اسلام ہی میں مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ جس کی وجہ سے شروع ہی سے قرآن مجید کی کتابت کا پورا انتظام وجود میں آچکا تھا۔ خود قرآن مجید کی اوّلین نازل شدہ آیات (سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات) میں تعلیم بالقلم کو ایک بڑی نعمت قرار دیا گیا اور قرآن مجید کو ایک لکھی ہوئی کتاب کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا۔ سورہ طور کی ابتدائی آیات میں فرمایا گیا۔

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝

ترجمہ:۔ قسم ہے طور (پہاڑ) کی اور اس کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے کشادہ اوراق میں۔

چونکہ کاغذ کا رواج نہ تھا، اس لیے کتابت قرآن مجید کے لیے جو چیزیں استعمال کی گئیں ان میں اونٹ کے شانے کی چوڑی ہڈیاں، تختیاں، کھجور کی شاخوں کے ڈنٹھل، باریک سفید پتھر کے ٹکڑے، کھال یا پتلی جھلی کے ٹکڑے اور چمڑے کے ٹکڑے وغیرہ شامل تھے۔ جونہی کوئی سورہ نازل ہوتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاتبین وحی میں سے کسی کو بلا کر حکم فرماتے کہ اس آیت کو اس سورت میں درج کرو جس میں فلاں بات کا ذکر ہے۔ اس طرح نازل شدہ آیات کے صحیح مقام سے آگاہ فرما کر اس کی کتابت کروا لیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ حفظ کے علاوہ اس قسم کے صحیفے اپنے پاس رکھتے اور تلاوت کے لیے سفر میں ساتھ لے جایا کرتے۔

اگرچہ قرآن مجید کی تمام آیات کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کاتبوں سے لکھوائی تھیں۔ تاہم انھیں ایک مصحف میں جمع نہیں فرمایا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن مجید کی کئی سورتوں کا نزول بیک وقت جاری رہتا، نزول کی ترتیب اس طرح نہیں تھی جس طرح آج قرآن مجید ہمارے پاس لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق موجود ہے۔ اسی لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزول قرآن کے زمانے میں ایک مصحف میں کتابی شکل میں آیات مبارکہ کو جمع نہیں فرمایا۔ البتہ ہر سورت اور آیت کا

صحیح مقام بنا کر اس کے مطابق حفظ اور مختلف اشیاء پہ کتابت کروا کر امت کے حوالے کر دیا۔

جمع و تدوین قرآن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے عہد میں

جس طرح قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے الفاظ اور ترتیب کے ساتھ آپؐ کی حیات طیبہ میں صحابہ کرامؓ کے سینوں میں محفوظ ہوا۔ اسی طرح نزول کی تکمیل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے فوراً بعد کتابی صورت میں جمع ہونے کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ اس مہم کی طرف سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توجہ اس وقت مبذول ہوئی جب جنگ یمامہ میں کئی سو حفاظ و قرّاء شہید ہو گئے۔ اس پر انھوں نے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ "اِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ"

ترجمہ :۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کو کتابی صورت میں جمع کرنے کا حکم فرمائیں۔

شروع میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس بار عظیم کو اٹھانے کے حق میں نہ تھے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ایسا نہیں کیا تو ہمارے لیے ایسا کام کرنا کب درست ہو سکتا ہے۔ مگر بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار توجہ دلانے سے ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ کتابت قرآن مجید تو عین سُنّت نبوی ہے اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود مختلف اشیاء پہ قرآن مجید کی کتابت کروا چکے ہیں۔ اس لیے اس کا ایک مصحف میں جمع کرنا عین منشاء نبوی کے مطابق ہے۔

جب اکابر صحابہ رضی اللہ عنہ اس رائے پر متفق ہو گئے تو کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس خدمت کے انجام دینے پر مامور کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اگرچہ حافظ قرآن تھے اور ان کے پاس اپنا مصحف بھی موجود تھا۔ تاہم فقط یادداشت کی بُنیاد پہ قرآن مجید کو جمع کرنے کی بجائے طریقہ یہ مقرر کیا گیا کہ جن لوگوں کے پاس مختلف

نوشتے تھے۔ ان سے منگوا کر دو گواہوں کے سامنے یہ شہادت لی جاتی کہ یہ نوشتہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو لکھا گیا ہے۔ کتابت قرآن کے لیے حضرت زید بن ثابت کی سربراہی میں 75 صحابہ کرامؓ کی مستقل کمیٹی بنائی گئی تھی جن میں 25 مہاجر اور 50 انصاری صحابہ شامل تھے۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی فصاحت اور لہجہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھا۔ اس لیے املا کا کام ان کے ذمے ڈالا گیا۔ اس طرح اجماع صحابہ سے قرآن مجید کا نسخہ تیار کر کے اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رکھ دیا گیا۔

جمع قرآن حضرت عثمانؓ کے عہد میں

عرب کے مختلف قبائل، لہجے اور بعض لغات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے قدرے مختلف تھے۔ ہجرت کے بعد جب مختلف عرب قبائل مشرف باسلام ہونے لگے تو لغات اور لہجوں کے اختلاف کی وجہ سے ان کے لیے قریشی لہجے میں قرآن کی تلاوت کرنا دشوار تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مختلف احرف (لہجوں) میں قرآن مجید پڑھنے کی اجازت دے دی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ

ترجمہ:۔ بے شک یہ قرآن سات احرف (لہجوں) سے نازل ہوا ہے۔ پس ان میں سے اس لہجہ سے پڑھو جو تمہارے لیے آسان ہو۔

اس طریقے پر نزولِ قرآن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدنی زندگی کے اواخر تک ہوتا رہا۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ جب اسلامی خلافت کی حدود وسیع تر ہو گئیں تو مختلف اَحْرُف سے قرآن مجید کی قرأت سے بعض اوقات الجھنیں اور غلط فہمیاں پیدا ہونے لگیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ کو جمع کر کے اس خطرے سے آگاہ کیا اور فرمایا۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیو! تم جمع ہو کر لوگوں کے لیے ایک رہنما اور

امام مصحف لکھو"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ دوبارہ صحابہ کرامؓ کے متفرق نوشتوں سے قرآن کریم کو جمع کریں اور جس جگہ لہجے کا اختلاف ہو وہاں لغت قریش کو معیار مانا جائے۔ کیونکہ قرآن لغت قریش پر ہی نازل ہوا۔ اس طریق پر جب مصحف کی کتابت 24ھ کے اواخر اور 25ھ کے اوائل کے زمانہ میں مکمل ہو گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد کا جمع کردہ مصحف منگوایا اور اس سے لفظ بلفظ تقابل اور اطمینان حاصل کر لینے کے بعد اس کی پشت پر یہ عبارت لکھی گئی۔

هٰذَا مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

ترجمہ: یہ وہ نسخہ قرآن ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی جماعت نے اجماع و اتفاق کیا ہے۔

اس مصحف کو "مصحف امام" کا نام دیا گیا اور اس کی سات نقلیں کرا کر مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ اور مدینہ منورہ جیسے مرکزی مقامات پر رکھوا دی گئیں۔ اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ کی انتھک محنت کے باعث قرآن مجید ایک ہی لہجے اور لغت پر ساری دنیا میں رائج ہوا۔